محمد وسیم اختر مفتی

مہاجرین حبشہ

(۱۴)

[''سیر و سوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ

سلسلۂ نسب

حضرت عتبہ بن غزوان ہجرت مدینہ سے چالیس برس قبل ۵۸۱ء یا ۵۸۴ء میں مکہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے دادا کا نام حارث بن جابر (یا جابر بن وہیب) تھا۔ بنو قیس کی شاخ بنو مازن ان کا قبیلہ تھا جو مغربی عرب حجاز میں آباد تھا۔ بانی قبیلہ مازن بن منصور ان کے دسویں جد تھے۔ پندرھویں جد مضر بن نزار پر ان کا شجرۂ نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرہ سے جا ملتا ہے۔ مالک بن نضر آپ کے بارھویں، جب کہ ان کے بھائی قیس عیلان بن مضر حضرت عتبہ کے چودھویں جد تھے۔ ابن ہشام نے حضرت عتبہ کے سلسلۂ نسب سے تین اور ابن سعد نے ایک نام حذف کر دیا ہے، اس طرح مازن ان کے ساتویں یا نویں جد بنتے ہیں۔

حضرت عتبہ زمانۂ جاہلیت میں قریش کے ذیلی قبیلے بنو نوفل (دوسری روایت: بنو شمس بن عبد مناف) کے حلیف تھے۔ ابو عبداللہ یا ابو غزوان ان کی کنیت تھی۔ حضرت بسرہ بنت غزوان ان کی بہن تھیں جنھوں نے حضرت ابوہریرہ کو ملازمت دی، پھر ان سے نکاح کر لیا۔ حضرت عتبہ کو اپنے جد مازن بن منصور کی نسبت سے

مازنی اور مازن کے بھائی سلیم بن منصور کے نام پر سلمی بھی کہا جاتا ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں: عرب یہ تجاوز اس وقت کرتے ہیں جب جد کا بھائی زیادہ مشہور ہو۔ حضرت خدیجہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت طے کرانے والی حضرت نفیسہ بنت منیہ حضرت عتبہ کی پھوپھی زاد تھیں۔

حضرت عتبہ بن غزوان کی شادی بنو ثقیف کی حضرت عزدہ یا صفیہ بنت حارث سے ہوئی تھی۔

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے دریافت فرمایا: کیا تم میں ایسا شخص بھی ہے جو قریش سے نہ ہو؟ لوگوں نے جواب دیا: ہاں، ہمارے بھتیجے عتبہ بن غزوان۔ آپ نے فرمایا: قوم کا بھتیجا (اور قوم کا حلیف) قوم ہی میں شمار ہوتے ہیں (مستدرک حاکم، رقم ۵۱۴۰)۔

قبول اسلام

حضرت عتبہ بن غزوان ان اصحاب رسول میں سے تھے جو ابتداے اسلام میں نور ایمان سے منور ہوئے۔ بصرہ میں خطبہ دیتے ہوئے انھوں نے فرمایا کہ سابقین اسلام میں ان کا نمبر ساتواں ہے۔ تاریخ کے دوسرے ذرائع میں یہ شمار بیان نہیں ہوا۔ ابن اسحاق اور ان کے متبع ابن ہشام نے السابقون الاولون کی فہرست میں حضرت عتبہ کا نام شامل نہیں کیا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ہجرت حبشہ

۵/ نبوی میں نادار مسلمانوں پر کفار مکہ کی ستم آرائیاں حد سے بڑھ گئیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو سرزمین حبشہ میں پناہ لینے کا مشورہ دیا۔ حضرت عتبہ حبشہ کی دوسری ہجرت میں شامل ہوئے۔ تب ان کی عمر چالیس برس تھی۔ سمندر پار کی اس سرزمین میں کچھ عرصہ گزرا تھا کہ آپ کی محبت انھیں کشاں کشاں مکہ واپس لے آئی۔ ہجرت مدینہ تک وہ آپ کی صحبت میں رہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ وہ کفار کے قبول اسلام کی افواہ سن کر واپس آئے اور مکہ میں داخل ہونے والے تینتیس مسلمانوں میں شامل تھے۔

ہجرت مدینہ

ربیع الاول ۱۳/ نبوی (ستمبر ۶۲۲ء) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو اللہ کی طرف سے مدینہ ہجرت کرنے کا اذن ہوا۔ تب حضرت عتبہ بن غزوان مکہ میں مقیم تھے۔ انھوں نے حضرت مقداد بن اسود کے

ساتھ مدینہ ہجرت کی۔ ہجرت کے بعد وہ اور ان کے آزاد کردہ حضرت خباب بن ارت قبا میں بنو عجلان کے حضرت عبداللہ بن سلمہ کے ہاں ٹھیرے۔ ایک دوسری روایت میں حضرت عتبہ کو بنو عبدالاشہل کے حضرت عباد بن بشر کا مہمان بتایا گیا ہے۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار میں مواخات قائم فرمائی تو حضرت ابودجانہ انصاری (دوسری روایت: حضرت معاذ بن ماعص) کو حضرت عتبہ کا انصاری بھائی قرار دیا (مستدرک حاکم، رقم ۵۰۱۷)۔

غزوات و سرایا میں شرکت

حضرت عتبہ نے عہد رسالت میں ہونے والی تمام جنگوں میں حصہ لیا اور شجاعت و پامردی کا مظاہرہ کیا۔ تیر اندازی میں وہ ماہر کامل تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں انھوں نے نیزہ بازی کے جوہر دکھائے۔ انھوں نے کئی سرایا میں بھی حصہ لیا۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

سریۂ عبیدہ بن حارث

شوال ۱ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبیدہ بن حارث کی قیادت میں ساٹھ (یا اسی) مہاجرین کا ایک دستہ ترتیب دیا۔ حضرت عبیدہ کو عہد اسلامی کا پہلا پرچم عنایت کر کے آپ نے بطن رابغ کی طرف جانے کا حکم دیا۔ مکہ کی طرف جانے والے راستے پر واقع جحفہ سے دس میل آگے ثنیۃ المرہ کے زیریں علاقے میں احیا نامی جھیل پر اس دستے کی مشرکوں کے دو سو پر مشتمل ایک بڑے جتھے سے مڈبھیڑ ہوئی جس کی سربراہی ابوسفیان بن حرب یا عکرمہ بن ابوجہل یا مکرز بن حفص کے پاس تھی۔ اسلام کی آمد کے بعد یہ پہلا سریہ تھا جس میں جنگ ہوئی نہ تلوار سونتی گئی۔ محض آمنا سامنا ہوا اور حضرت سعد بن ابی وقاص نے تاریخ اسلامی کا پہلا تیر پھینکا۔ اسی سریہ میں حضرت مقداد بن عمرو (اسود) اور حضرت عتبہ بن غزوان جو حیلہ کر کے کفار کے ساتھ آئے تھے، اپنے مسلمان بھائیوں سے آن ملے۔

حضرت عبداللہ بن جحش کی مہم

اواخر جمادی الثانی ۲ھ (جنوری ۶۲۴ء) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جحش کی قیادت میں نو یا بارہ مہاجرین کا سریہ طائف کے قریب نخلہ کی طرف روانہ کیا۔ حضرت عتبہ بن غزوان، حضرت

واقد بن عبد اللہ، حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ، حضرت عکاشہ بن محصن، حضرت سعد بن ابی و قاص، حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت خالد بن بکیر اور حضرت سہیل بن بیضا حضرت عبد اللہ بن جحش کے ساتھ تھے۔ آپ نے قتال کا حکم نہ دیا اور ارشاد فرمایا: وہیں ٹھیرنا اور قریش کی آمد و رفت کی اطلاع ہم تک پہنچانا۔ بحران (حران: ابن سعد) کے مقام پر حضرت عتبہ بن غزوان اور حضرت سعد بن ابی و قاص کا مشترکہ اونٹ کھو گیا تو دونوں اسے تلاش کرنے لگے۔ اس اثنا میں حضرت ابن جحش باقی ساتھیوں کو لے کر نخلہ پہنچ گئے۔ قریش کا ایک چار رکنی قافلہ کشمش، کھالیں، شراب اور دوسرا سامان تجارت لے کر یہاں ٹھیرا ہوا تھا۔ حضرت واقد بن عبد اللہ نے تیر پھینک کر قافلے کے سردار عمرو بن عبد اللہ حضرمی کو قتل کر دیا اور عثمان بن عبد اللہ اور حکم بن کیسان کو قید کر لیا۔ نوفل (یا مغیرہ) بن عبد اللہ فرار ہو گیا۔ یہ جمادی الثانی کا آخری دن یا حرام مہینے رجب کی پہلی رات تھی۔

عمرو بن حضرمی حرب بن امیہ کے حلیف عبد اللہ بن حضرمی کا بیٹا، جب کہ عثمان بن عبد اللہ مغیرہ بن عبد اللہ مخزومی کا پوتا تھا۔ ابن کیسان ہشام بن مغیرہ کا غلام تھا۔ ہجرت کے بعد یہ پہلا سریہ تھا جس میں کامیابی ملی، عمرو عہد اسلامی کا پہلا قتیل اور عثمان اور حکم بن کیسان پہلے اسیر تھے۔ حضرت عبد اللہ بن جحش نے تاریخ اسلامی میں حاصل ہونے والے پہلے مال غنیمت کی اپنے تئیں تقسیم کر کے ۱/۵ حصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رکھ لیا، حالاں کہ خمس کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔

اہل سریہ مدینہ پہنچے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمھیں ماہ حرام، رجب میں جنگ کرنے کو نہیں کہا تھا۔ مسلمان بھائیوں نے خوب ملامت کی اور قریش نے پیغام بھیجا کہ آپ حرام مہینوں کی تعظیم کرتے ہیں اور ان میں قتال جائز نہیں سمجھتے۔ آپ کے صحابی نے ہمارا آدمی کیوں مار ڈالا؟ تب یہ ارشاد ربانی نازل ہوا:

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ.

(البقرہ ۲: ۲۱۷)

”آپ سے ماہ حرام میں قتال کرنے کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ کہہ دیجیے، اس مہینے میں جنگ کرنا بہت برا ہے (اس کے ساتھ ساتھ) لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنا، اللہ کو نہ ماننا، مسجد حرام کا راستہ بند کرنا اور حرم کے رہنے والوں کو نکال باہر کرنا اللہ کے ہاں اس سے بھی بدتر ہے اور فتنہ و فساد قتل سے بھی بڑا جرم ہے۔“

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

اس حکم وحی کے بعد آپ نے مال غنیمت اور قیدیوں کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ حضرت عتبہ اور حضرت سعد صحیح سلامت واپس آ گئے تو آپ نے سولہ سو دینار فدیہ لے کر قریش کے اسیروں عثمان اور حکم کو چھوڑ دیا۔ حضرت حکم بن کیسان نے رہائی کے فوراً بعد آپ کی دعوت پر اسلام قبول کر لیا۔ عثمان مکہ لوٹ گیا اور آخری دم تک مسلمان نہ ہوا۔

سریۂ عبداللہ بن جحش جنگ بدر کے وقوع کا سبب بنا، کیونکہ اس سے قریش کی معیشت کو سخت دھچکا لگا اور وہ آمادہ بہ جنگ ہو گئے۔ شام سے تجارت پر ان کی خوش حالی کا انحصار تھا، حبشہ اور یمن سے تجارت کا حجم بہت کم تھا۔

بدر، احد اور خندق کے معرکے

حضرت عتبہ بن غزوان جنگ بدر (۱۷؍ رمضان ۲ھ، ۱۳؍ مارچ ۶۲۴ء) کے تین سو تیرہ مجاہدین میں شامل تھے۔ ان کے آزاد کردہ حضرت خباب بن ارت بھی ان کے ساتھ تھے۔ حضرت عتبہ نے جنگ احد (۱۷؍ شوال ۳ھ، ۲۳؍ مارچ ۶۲۵ء) اور جنگ خندق (شوال، ذی قعد ۵ھ، مارچ ۶۲۷ء) میں بھی بھرپور شرکت کی۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

عہد صدیقی

خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت عتبہ بن غزوان کو مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لیے یمامہ کی مہم میں حصہ لینے کا حکم دیا۔

خلافت فاروقی، ابلہ کو روانگی

ربیع الاول ۱۴ھ: حضرت عمر نماز عشا ادا کرنے کے بعد سونے جا رہے تھے کہ ایران سے ایک نامہ بر یہ خبر لایا کہ اسلامی فوج جب فتح حاصل کرنے لگتی ہے تو ایرانی لشکر کو ادھر ادھر سے کمک آ جاتی ہے۔ ابلہ کا شہر ان مواقع پر مال اسباب اور افراد فراہم کرنے کا اہم مرکز بنا ہوا ہے۔ تب انھوں نے ابلہ زیر کرنے کا ارادہ کر لیا۔ علی الصبح انھوں نے حضرت عتبہ غزوان کو بلا کر کہا: اللہ نے تمھارے بھائیوں کو حیرہ میں فتح دی ہے اور ایرانیوں کا سورما مہران بن باذان اپنے انجام کو پہنچا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ ایرانی اس کا بدلہ لینے آئیں گے، اس لیے میں چاہتا ہوں کہ تمھیں ارض ہند (ابلہ) بھیج دوں تاکہ تم ایرانیوں کی دفاعی لائن منقطع کر کے ان کی مزاحمت ختم کر دو۔

مشکل یہ تھی کہ اس وقت تک اہل ایمان کی اکثریت جہاد پر نکل چکی تھی، نوجوان کیا بوڑھے بھی مختلف مہمات پر جا چکے تھے۔ ان حالات میں حضرت عمر نے ایک چھوٹی فوج کو ایک طاقت ور کمانڈر حضرت عتبہ بن غزوان کی قیادت میں بھیجنے کی اسٹریٹیجی اپنائی۔ طبری اور ابن اثیر کے بیان کے مطابق انھوں نے ربیع الاول ۱۴ھ میں حضرت عتبہ کو تین سو دس کی مختصر فوج کا سالار مقرر کر کے عراق روانہ کیا اور کہا: میں نے تمھیں ارض ہند (ہندوستان کی سرحد، ابلہ) پر مقرر کیا ہے، یہ دشمن کے اہم جنگی مقامات میں سے ایک ہے۔ توقع ہے کہ اللہ تمھارا مددگار ہو گا۔ میں نے علاء بن حضرمی کو خط لکھا ہے کہ عرفجہ بن ہرثمہ کی قیادت میں تمھیں کمک بھیجے۔ وہ دشمن سے جہاد کرنے اور جنگی چالیں چلنے میں مہارت رکھتا ہے، اس سے مشورہ کر لینا۔ اپنی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا، کسی غرے میں مبتلا ہو کر ایمان ضائع نہ کر لینا۔ ذہن میں رکھنا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہو۔ مملکت عرب کی انتہا اور عجمی سلطنت کی ابتدا تک چلتے جاؤ گے تو دشمن کے اہم مقام تک پہنچ جاؤ گے۔ ابلہ دشمن کا مضبوط قلعہ ہے، وہاں پہنچ کر باشندگان کو اسلام کی دعوت دینا۔ اگر وہ نہ مانیں تو انھیں زیر کر کے جزیہ عائد کرنا۔ اگر جزیہ نہ دیں تو کسی نرمی کے بغیر تلوار سے جہاد کرنا۔ راستے میں آنے والے عربوں کو فوج میں شامل ہو کر جہاد کرنے کی دعوت دینا۔ میں تمھاری کامیابی کی دعا کرتا ہوں۔ مدائنی کی روایت کے مطابق حضرت عمر نے حضرت قطبہ بن قتادہ کی درخواست پر حضرت عتبہ بن غزوان کو ابلہ بھیجا۔

بنو ثقیف کے نوجوان فوج میں شامل ہوئے، راستے میں عرب خانہ بدوش قبائل کے افراد کا اضافہ ہوا تو نفری پانچ سو ہو گئی۔ حضرت عتبہ کی اہلیہ اور پانچ اصحاب کی بیویاں شریک سفر تھیں۔

دوسری روایت کے مطابق ۱۶ھ میں جب حضرت سعد بن ابی وقاص نے جلولا، تکریت اور حصنین فتح کر لیے تو حضرت عمر کے حکم پر انھوں نے حضرت عتبہ بن غزوان کو مدائن سے بصرہ روانہ کیا۔ ابن جوزی کہتے ہیں: ۱۵ھ کا سن صحیح طور پر ثابت ہے اور جمہور مؤرخین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

رستے کی مشکلات

جیش عتبہ قصبہ کے مقام پر پہنچا تو خوراک کا ذخیرہ ختم ہو گیا۔ سپاہی بھوک سے بے تاب ہو گئے تو حضرت عتبہ نے انھیں خوراک کی تلاش میں بھیجا۔ راستے میں ان کو جھاڑیوں میں پڑی دو ٹوکریاں نظر آئیں، ایک

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

کھجوروں سے بھری ہوئی تھی اور دوسری میں سفید اناج تھا۔ سپاہیوں نے اناج کو زہر آلودہ قرار دے کر چھوڑ دیا اور کھجوریں کھانے میں مصروف ہو گئے۔ اس اثنا میں ایک گھوڑا رسی ڈھیلی پا کر اناج کی ٹوکری کی طرف بڑھا۔ اس نے اس میں سے کچھ کھایا ہی تھا کہ اس کی حالت غیر ہو گئی۔ سپاہی گھوڑے کو فوراً ذبح کر کے اس کا گوشت کھانا چاہتے تھے، لیکن اس کے مالک نے شام تک انتظار کرنے کو کہا۔ اگلی صبح گھوڑا مکمل تندرست تھا۔ ایک خاتون نے کہا: اگر زہر کو آگ پر رکھ کر خوب پکا لیا جائے تو اثر نہیں کرتا۔ سپاہیوں نے اناج پکایا تو زہر یا اناج کا چھلکا اتر گیا اور سفید دانے الگ ہو گئے۔ حضرت عتبہ نے بسم اللہ پڑھ کر کھانے کی تلقین کی۔ سب لطف اندوز ہوئے، بعد میں ان کو پتا چلا کہ یہ چاول تھے۔ اسی سفر میں سپاہیوں نے بادام دیکھے تو انھیں پتھر سمجھا اور پھر مزے سے کھانا شروع کر دیا۔

ایران کی سرزمین میں

حضرت عتبہ خریبہ کے مقام پر رکے جو سرزمین عرب کا آخری اور اہل عجم کا پہلا مقام تھا۔ قریبی بندرگاہ کی حفاظت پر پانچ سو عجمی سپاہی مامور تھے۔ انھوں نے حضرت عمر کو علاقے کی صورت حال لکھ بھیجی کہ یہاں سات بڑے گاؤں ہیں۔ حضرت عمر نے فوج کو منتشر کرنے کے بجائے ایک جگہ مجتمع کرنے کا حکم دیا۔ پھر حضرت عتبہ آگے بڑھے اور اجانہ کے مقام پر ڈیرا ڈالا۔ یہاں ایک ماہ قیام کے بعد وہ ابلہ پہنچے۔ حضرت عتبہ جنگ کیے بغیر کئی ماہ وہاں رکے رہے۔

رجب یا شعبان ۱۴ھ: حضرت عتبہ کا لشکر مربد (کھلا میدان، موجودہ بصرہ کا ایک محلہ) کے مقام سے آگے دریاے فرات کے چھوٹے پل تک پہنچا تو فرات کا حاکم چار ہزار کی فوج لے کر نکلا۔ دوپہر کے بعد جنگ شروع ہوئی، شام تک دشمن کی ساری فوج کا صفایا ہو گیا۔ حضرت عتبہ نے حاکم کو گرفتار کر لیا۔ مسجد ابلہ کے پاس ستر مسلمان شہید ہوئے۔

ابلہ کی فتح

جمادی الثانی تا رمضان ۱۴ھ (جون تا ستمبر ۶۳۵ء): ابلہ میں اسلحے کا بڑا ذخیرہ تھا، کئی قلعے تھے جن میں گردو پیش کی نگرانی کے لیے ٹاور بنے ہوئے تھے۔ اسے اتنی تھوڑی فوج کے ساتھ فتح کرنا ناممکن تھا۔ حضرت عتبہ نے

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

خریبہ کو مرکز بنا کر پیش قدمی کی۔ انھوں نے سپاہیوں کو اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر آگے بڑھنے کا حکم دیا اور کہا: اللہ تم سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ انھوں نے نیزوں پر پرچم لٹکا کر عورتوں کے ہاتھوں میں پکڑا دیے، انھیں فوج کے پیچھے پیچھے چلنے کا حکم دیا اور شہر کے نزدیک پہنچ کر پیچھے گرد اڑانے کو کہا تاکہ دشمن کو فوج کی تعداد کا پتا نہ چل سکے۔ ایسے ہی ہوا، ابلہ کی فوج نے تاثر لیا کہ ایک بڑا لشکر ان پر حملہ کرنے آ رہا ہے۔ انھوں نے مقابلہ کرنے کے بجاے شہر خالی کرنے کا فیصلہ کیا۔ اپنی قیمتی اشیا اٹھا کر وہ کشتیوں میں بیٹھے اور دجلہ کے راستے فرار ہو گئے۔ چنانچہ حضرت عتبہ نے بغیر کسی جانی نقصان کے ابلہ زیر کر لیا۔ انھوں نے مال غنیمت کی تقسیم کے لیے حضرت نافع بن حارث کو مقرر کیا۔ ملنے والے کل چھ سو درہموں میں سے ہر سپاہی کے حصے میں دو درہم آئے۔ ابن اثیر کہتے ہیں: یہ ۱۵ھ کا واقعہ ہے۔ فتح ابلہ میں حضرت ابوبکرہ بھی شریک تھے۔

ابلہ کی فتح میں مسلمہ بن محیق کے حصے میں کچھ تانبا آیا، بعد میں انھوں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سونا ہے جس کا وزن اسی ہزار مثقال (موجودہ وزن: تین سو چالیس کلو گرام) نکلا۔ ابن جوزی نے وزن چالیس ہزار مثقال بتایا ہے۔ حضرت عمر سے استفسار کیا گیا تو انھوں نے جواب بھیجا: مسلمہ سے حلف لیا جائے کہ انھوں نے اسے تانبا سمجھ کر قبضہ کیا تھا تو انھی کے سپرد کر دیا جائے، بہ صورت دیگر اس کو تمام مسلمانوں میں بانٹ دیا جائے۔ ان کے حلف کے بعد سونا انھی کو سونپ دیا گیا۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ابلہ سے اگلی مہمات

شہر فتح کرنے کے بعد حضرت عتبہ نے حضرت مجاشع بن مسعود کو فوج دے کر آگے بھیجا۔ انھوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کو ابلہ کا نگران مقرر کیا اور کہا کہ اس وقت تک نماز پڑھائیں جب تک مجاشع فرات سے واپس نہیں آ جاتے، تب وہ امیر ہوں گے۔ حضرت مجاشع نے زیریں دریاے فرات کے کنارے پر آباد شہر فرات، میسان اور دست میسان پر قبضہ کیا۔ دست میسان سے مال غنیمت کے علاوہ کئی باندیاں اور غلام ہاتھ آئے۔ ان میں حسن بصری کے والد یسار اور بصرہ کے راوی حدیث عبداللہ بن عون کے دادا ارطبان تھے۔

حضرت عمر کو حضرت مجاشع کی امارت کا علم ہوا تو حضرت عتبہ کو ڈانٹا کہ ایک بادیہ نشین کو اہل شہر پر حاکم کیوں بنایا ہے۔ انھوں نے حضرت مغیرہ کی امارت کو برقرار رکھا۔

میسان کے بعد حضرت عتبہ آبرقباذ کی طرف بڑھے، ایک بڑی فوج کو شکست دے کر اس کے رئیس کو پکڑ

کر اس کی گردن اڑا دی۔ اس کے لباس اور پٹکے میں بیش قیمت سونا اور جواہرات تھے جو امیر المومنین حضرت عمر کو بھیج دیے۔ مدینہ کے مسلمان بے حد مسرور ہوئے۔ حضرت عمر نے ڈیڑھ سو سپاہیوں کا تازہ دم دستہ حضرت عتبہ کی مدد کے لیے روانہ کیا۔

ہرمزان کی شکست در شکست

جنگ قادسیہ میں شکست کھانے کے بعد ہرمزان خوزستان پر قابض ہو گیا اور وہاں سے میسان اور دست میسان پر حملے کرنے لگا، تب حضرت عتبہ بن غزوان نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے کمک مانگی تو انھوں نے حضرت نعیم بن مقرن اور حضرت نعیم بن مسعود کو میسان اور دست میسان کے بالائی طرف بھیجا۔ ادھر حضرت عتبہ نے، حضرت سلمی بن قین اور حضرت حرملہ بن مریطہ کو میسان اور دست میسان کی سرحد پر مامور کیا۔ حضرت سلمی اور حضرت حرملہ نے اہل خوزستان میں سے غالب وائلی اور کلیب بن وائل کو ساتھ ملایا اور مناذر اور نہر تیری پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح دجلہ سے لے کر دجیل تک کا علاقہ مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔ ہرمزان نے پسپا ہو کر سوق اہواز کا پل عبور کیا اور دوسرے کنارے پر مقیم ہو گیا۔ جب مسلمان یہاں بھی پہنچ گئے تو اس میں مقابلے کی تاب نہ رہی، اس نے صلح کی درخواست کی جو حضرت عتبہ نے منظور کر لی۔ انھوں نے احنف بن قیس کے ہاتھ فتح کی بشارت اور خمس مدینہ روانہ کیا۔ لیکن جب اس کا غالب اور کلیب سے اپنی اراضی کی حدود متعین کرنے میں اختلاف ہوا تو وہ کردوں سے مدد لے کر پھر آمادہ بہ جنگ ہو گیا۔ حضرت عتبہ نے حضرت عمر کو مطلع کیا تو انھوں نے حضرت حرقوص بن زہیر کی سربراہی میں کمک بھیجی۔ سوق اہواز کے پاس پھر جنگ ہوئی اور ہرمزان کو شکست مکرر ہوئی۔ ہرمزان فرار ہوا تو حضرت حرقوص نے حضرت جزء بن معاویہ کو اس کا پیچھا کرنے کے لیے بھیجا۔ رامہرمز پہنچ کر ہرمزان قلعہ بند ہو گیا۔ وہ حضرت جزء کے ہاتھ نہ آیا تو انھوں نے اس علاقے کو مغلوب کر کے اس پر جزیہ عائد کر دیا۔ نہریں کھدوا کر زمینوں کو سیراب کر دیا۔ ہرمزان قلعہ بندی سے تنگ آ گیا تو پھر صلح کی فریاد کی۔ حضرت جزء نے حضرت حرقوص کو اور انھوں نے حضرت عتبہ کو خط لکھا اور حضرت عتبہ بن غزوان نے حضرت عمر سے اجازت لے کر صلح منظور کر لی۔

حضرت علاء بن حضرمی بحرین میں تھے کہ حضرت عمر نے انھیں خط لکھ کر حضرت عتبہ بن غزوان کے پاس جانے کی ہدایت کی۔ وہ حضرت عتبہ تک نہ پہنچ سکے اور راستے ہی میں ان کی وفات ہو گئی۔

بصرہ کی بنا

۱۵ھ (۶۳۶ء): ابلہ کی فتح مکمل ہو گئی تو حضرت عتبہ بن غزوان نے حضرت عمر کو خط لکھا کہ یہاں پر موجود فوجیوں کے لیے چھاؤنی بنانے کی ضرورت ہے۔ حضرت عمر کے مشورے اور حکم سے ابلہ کے قریب دجلہ و فرات کے ڈیلٹا کا انتخاب کیا گیا جہاں سے دونوں دریا خلیج فارس میں گرتے ہیں۔ صحرا اور خلیج فارس کی بندر گاہ کے مابین یہ جگہ عربوں کے مزاج کے مطابق تھی اور فوجی حرکات کے لیے موزوں ترین تھی۔ حضرت عتبہ نے خود شہر کا نقشہ بنایا اور خود بنا ڈالی۔ انھوں نے مختلف قبائل کے لیے الگ الگ احاطہ کھینچ کر گھاس پھوس اور سرکنڈوں کے مختصر مکانات بنوائے۔ عاصم بن دلف کو مقرر کیا کہ جہاں جہاں جس قبیلے کو اتارنا مناسب ہو، اتاریں۔ خاص سرکاری عمارتیں جو تعمیر ہوئیں ان میں سے مسجد جامع اور ایوان حکومت جس کے ساتھ دفتر اور قید خانے کی عمارت بھی شامل تھی، زیادہ ممتاز تھا۔ حضرت محجن بن الادرع کی بانسوں سے بنائی ہوئی مسجد میں بڑے بڑے اجتماع بھی منعقد کیے جا سکتے تھے۔ فوجیوں نے اپنے مکانات تعمیر کیے، مگر حضرت عتبہ کمبلوں والے خیمے میں مقیم رہے۔ ابن جریر اور بلاذری کا خیال ہے، حضرت عمر نے حضرت عتبہ کو ۱۴ھ میں کوفہ آباد ہونے سے پہلے بصرہ بسانے کے لیے بھیجا۔ پہلے اسے ارض ہند (ہندوستان کی سرحد) کہا جاتا تھا اور یہاں تاریخی شہر ابلہ آباد تھا۔ بصرہ آباد ہونے کے بعد ساتویں صدی ہجری تک ابلہ کے نقوش قائم رہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تو کچی اینٹوں کے سات محلے بن گئے۔ پھر حضرت عتبہ نے دریاے فرات سے بصرہ تک نہر کھدوائی۔

بصرہ عربی میں نرم کالے پتھروں والی زمین کو کہتے ہیں اور یہاں کی زمین اسی قسم کی تھی، لیکن ایک مجوسی فاضل کا قول زیادہ قرین قیاس ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ بصرہ کے معنی بہت سے راستوں کے ہیں۔ چونکہ یہاں سے بہت سی راہیں ہر طرف کو جاتی تھیں، اس لیے اہل عجم اس کو اس نام سے موسوم کرتے تھے۔

بصرہ کی امارت

شہر کی تعمیر کے بعد حضرت عمر نے حضرت عتبہ بن غزوان کو بصرہ کا پہلا گورنر مقرر کیا۔ وہ اس عہدے پر چھ ماہ تک فائز رہے۔

حضرت عتبہ بصرہ کے حاکم مقرر ہوئے تو ان کی اہلیہ حضرت صفیہ بنت حارث، سالے حضرت نافع بن حارث،

سالی حضرت اردہ بنت حارث، ہم زلف حضرت شبل بن معبد اور عزیز حضرت ابو بکرہ بھی ان کے ساتھ رہے۔

حضرت علاء بن حضرمی کی مہم جوئی

۱۷ھ: حضرت سعد بن ابی وقاص نے قادسیہ میں فتح عظیم پائی تو بحرین کے گورنر حضرت علاء بن حضرمی بھی عجمیوں کے خلاف کوئی کامیابی حاصل کرنے کی پلاننگ کرنے لگے۔ حضرت عمر نے انھیں کسی بھی سمندری مہم سے روک رکھا تھا، لیکن حضرت علاء نے اس ہدایت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جارود بن معلیٰ، سوار بن ہمام اور خلید بن منذر کی قیادت میں تین دستے ترتیب دیے۔ خلید نے جو چیف کمانڈر بھی تھے، ان دستوں کو کشتیوں میں سوار کر کے اصطخر پہنچے۔ یہ فارس کا علاقہ تھا جہاں ہربز کی حکومت تھی۔ اسلامی فوج کشتیوں سے اتری تو اہل فارس نے ساحل پر قبضہ کر کے ان کی واپسی کا راستہ مسدود کر دیا۔ خلید نے فوج کو دلاسہ دیا، صبر اور نماز سے مدد لو، یہ سر زمین اور کشتیاں اسی کو ملیں گی جس نے غلبہ پایا۔ طاؤس کے مقام پر گھمسان کی جنگ ہوئی، فارسیوں کے کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ جیش خلید کو فتح حاصل ہوئی، تاہم سوار اور جارود جنگ میں کام آگئے۔ مسلمانوں کی کشتیاں ڈوب چکی تھیں، انھوں نے بصرہ لوٹنا چاہا، لیکن وہ فارسی فوجیں ان کے راستے میں رکاوٹ بن گئیں جو ان کے جرنیل شہرک (سہرک: ابن اثیر) نے خشکی کے راستوں پر اکٹھی کر رکھی تھیں۔ حضرت عمر کو اطلاع ملی کہ جیش اسلامی خطرے میں ہے تو حضرت علاء بن حضرمی پر سخت ناراض ہوئے۔ انھیں معزول کرنے کے ساتھ حضرت عتبہ بن غزوان کو تحریر کیا: اگر محصور لشکر کو امدادی فوج نہ بھیجی تو وہ مغلوب ہو کر تباہ و برباد ہو جائے گا۔ حضرت عتبہ نے حضرت عمر کا خط دکھا کر اہل ایمان کو شمولیت کی عام دعوت دی۔ ہاشم بن ابو وقاص، حضرت عاصم بن عمرو، عرفجہ بن ہرثمہ، حذیفہ بن محصن اور احنف بن قیس جیسے بہادر شامل ہوئے تو بارہ ہزار کا لشکر تیار ہو گیا۔ اسے انھوں نے حضرت ابو سبرہ بن ابو رہم کی سربراہی میں روانہ کر دیا۔ حضرت علاء بن حضرمی کو حضرت عمر نے سرزنش کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص کی کمان میں بھیج دیا۔

حضرت ابو سبرہ نے فوج کو خچروں پر سوار کیا اور سمندر کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے طاؤس میں خلید کی محصور فوج سے جا ملے۔ فارس کی دشمن فوج نے جسے تمام اطراف سے تازہ دم فوجوں کی مدد آ چکی تھی، اسے ہر طرف سے گھیرے میں لیے ہوا تھا۔ جیش ابو سبرہ کے پہنچنے کے بعد دوبدو لڑائی ہوئی۔ حضرت ابو سبرہ نے

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

فارسی فوج پر کاری ضرب لگائی، فارسیوں کی لاشوں کے ڈھیر لگا دیے اور شکست فاش کو ان کا مقدر بنا دیا۔ انھوں نے بھاری مال غنیمت حاصل کرنے کے ساتھ خلید اور ان کی فوج کو حصار سے چھڑا لیا۔ فتح کے بعد حضرت ابوسبرہ فوج لے کر بصرہ میں حضرت عتبہ بن غزوان کے پاس واپس پہنچ گئے، کیونکہ انھوں نے فوراً لوٹنے کی ہدایت کی تھی۔

بصرہ میں الوداعی خطبہ

حضرت عتبہ کو اندیشہ تھا کہ فتوحات و غنائم حاصل کر لینے کے بعد مسلمانوں پر دنیا غالب آ جائے گی۔ انھوں نے بصرہ کی مسجد میں لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا: دنیا نے اپنے ختم ہونے کی خبر دے دی ہے، وہ دوڑتی ہوئی واپس جا رہی ہے۔ اس میں سے اتنا ہی بچا ہے، جتنا کہ ایک برتن میں کچھ پانی لگا رہ جاتا ہے اور انسان اسی پر گزارہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تم اس دنیا سے دار آخرت میں جانے والے ہو جس کو کبھی زوال نہ ہو گا، اس لیے اپنے مقدور میں میسر بہترین اعمال لے کر وہاں جاؤ۔ ہمیں مستقبل کی خبر دی گئی ہے کہ اگر پتھر کا کوئی ٹکڑا جہنم کے کنارے سے لڑھکا یا جائے گا تو وہ ستر برس کی مدت گزارنے کے باوجود اس کی تہ کو نہ پہنچ سکے گا۔ واللہ، پھر بھی اتنی بڑی جہنم بھر جائے گی، کیا تمھیں تعجب نہیں ہو رہا؟ ہمیں غیب کی یہ اطلاع بھی دی گئی ہے کہ جنت کے دروازے کے پٹوں میں اتنا فاصلہ ہو گا کہ اسے عبور کرنے کے لیے چالیس برس لگیں گے، لیکن ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ یہ ہجوم سے بھر جائے گا۔

میں جب ایمان لایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف چھ اہل ایمان تھے اور میں ساتواں تھا۔ عسرت و ناداری کا یہ عالم تھا کہ کانٹے دار درختوں کے پتوں پر گزارہ تھا، جن سے ہماری باچھیں پھٹ جاتیں اور ہونٹ جلتے تھے۔ مجھے ایک دفعہ ایک چادر مل گئی جس کو چاک کر کے میں نے اور سعد بن ابی وقاص نے تہ بند بنایا۔ ایک یہ دن آیا ہے جب ہم میں سے ہر ایک کسی نہ کسی شہر کا امیر ہے۔ میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ اپنے آپ کو بڑا سمجھوں اور اللہ کے ہاں حقیر ٹھیروں۔ نبوت ختم ہو چکی ہے اور اس کا اثر جاتا رہا، انجام کار بادشاہت قائم ہو گی، اور تم ہمارے بعد کے حاکموں کی آزمایش میں پڑو گے (مسلم، رقم ۷۵۴۵۔ ترمذی، رقم ۲۵۷۵۔ ابن ماجہ، رقم ۴۱۵۶۔ احمد، رقم ۱۷۵۷۵۔ مستدرک حاکم، رقم ۵۱۳۹۔ المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۲۶۱۳۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۵۹۴۱)۔

یہ الفاظ ادا کر کے حضرت عتبہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کو اپنا قائم مقام مقرر کر کے نماز پڑھانے کو کہا اور حج کے لیے روانہ ہو گئے۔

امارت سے بے زاری

حضرت عتبہ بن غزوان حضرت سعد بن ابی وقاص کے ماتحت تھے۔ حضرت سعد وقتاً فوقتاً حضرت عتبہ کو احکامات لکھتے رہتے تھے جو انھیں ناگوار گزرتے تھے۔ بصرہ کا گورنر بننے کے بعد حضرت سعد نے انھیں خط لکھا جس پر وہ بہت رنجیدہ ہوئے۔ حج کرنے کے بعد وہ مدینہ پہنچے اور حضرت عمر سے شکایت کی۔ انھوں نے جواب دیا: تمھیں قریش کے ایک فرد کی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی بھی ہے، امارت پر کیا اعتراض ہے۔ حضرت عتبہ نے کہا: قریش کا حلیف ہونے کی وجہ سے میں بھی قریشی ہوں اور میری بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طویل اور قدیم صحبت رہی ہے۔ حضرت عمر نے کہا: ہاں، میں انکار نہیں کرتا۔ تب حضرت عتبہ نے گورنری چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا، انھوں نے حضرت عمر سے درخواست کی کہ ان کی جگہ کسی اور کو گورنر بنا دیا جائے۔ حضرت عمر ان کی بے حد عزت کرتے تھے اور ان کی بنی ہوئی ساکھ سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ انھوں نے کہا: تم نے مجھے اپنے بھروسے اور اعتماد سے زیر بار کر دیا ہے اور اب اپنی امانتیں میری گردن پر رکھ کر مجھے اکیلا چھوڑ رہے ہو۔ انھوں نے ان کا استعفا قبول کرنے سے انکار کیا اور بصرہ واپس جا کر اپنی ذمہ داری سنبھالنے کو کہا۔ وہ بوجھل دل کے ساتھ یہ دعا کرتے ہوئے روانہ ہوئے کہ اللہ انھیں بصرہ اور اس کی گورنری سے بچا لے۔ یہ دعا یوں قبول ہوئی کہ معدن بنو سلیم (ابن سعد) یا ربذہ (مدائنی) کے مقام پر ان کے اونٹ کو ایسی ٹھوکر لگی کہ وہ گر کر سخت زخمی ہوئے اور ان زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہوئے۔ دوسری روایت کے مطابق انھیں پیٹ کا مرض لاحق ہوا جس سے ان کی وفات ہوئی۔ حضرت عتبہ کا غلام سوید ان کا ترکہ لے کر حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوا۔

حضرت عتبہ کی وفات کے بعد حضرت ابو سبرہ، پھر حضرت مغیرہ بن شعبہ والی بصرہ مقرر ہوئے۔

سن وفات

حضرت عتبہ بن غزوان نے ۱۷ھ (۶۳۸ء) میں وفات پائی۔ ایک قول کے مطابق وہ ۱۵ھ میں مدینہ میں

فوت ہوئے۔ تیسری روایت میں ان کا سن وفات ۱۴ھ بتایا گیا ہے جب بصرہ کی تعمیر مکمل ہوئی۔ ان کی عمر ستاون برس ہوئی۔ ان کی تدفین مدینہ منورہ کے قریب ربذہ (بطن نخلہ: طبری) کے مقام پر ہوئی۔ حضرت عمر کو اطلاع ملی تو ان کی قبر پر پہنچے اور کہا: اگر مقررہ اجل اور لکھی ہوئی قسمت کا عقیدہ نہ ہوتا تو میں کہتا: تمھیں میں نے قتل کیا ہے۔ حضرت عتبہ بن غزوان نے کوئی زمین حاصل نہ کی تھی، اس لیے ان کے لڑکے کو اپنی پھوپھی حضرت فاختہ بنت غزوان کی طرف سے گھر کا حصہ ملا جو حضرت عثمان بن عفان کی زوجیت میں تھیں۔

ایک منفرد شخصیت

حضرت عتبہ طویل القامت، روشن رو اور نرم دل تھے۔ تقویٰ اور خاک ساری ان کے چمن اخلاق کے گل ہائے رنگا رنگ تھے۔ تکبر و غرور سے قطعی نفرت تھی، گورنری پر ان کا جی نہ لگتا تھا۔ انھوں نے دنیا سے بے رغبتی، پرہیز گاری اور آسایش و تنعم سے پاک سادہ زندگی بسر کرنے کی مثال قائم کر دی۔ حضرت عتبہ کو اس حکمرانی کے آداب بتائے جاتے جو ایران و روم میں مروج تھی تو فرماتے: میں لوگوں کی نظروں میں بڑا بن کر اللہ کے ہاں چھوٹا نہیں بننا چاہتا۔ مزید کہتے: کل تم دیکھو گے کہ حکمران میری راہ پر چلیں گے۔

انکساری کے باوجود حضرت عتبہ ایک عظیم مجاہد بھی تھے۔ وہ نیزہ اٹھا کر ایک مختصر اسلامی فوج کے آگے آگے چلے، نعرۂ تکبیر بلند کر کے پیش قدمی کی اور ایک بڑی ایرانی فوج کو راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔ اللہ و رسول کی کامل اطاعت نے انھیں زاہد اور طالب آخرت بنا دیا تھا۔

روایت حدیث

حضرت عتبہ بن غزوان کی روایات مسلم، ترمذی، ابن ماجہ اور مسند احمد میں ہیں۔ ان سے حدیث روایت کرنے والے راویوں کے نام: خالد بن عمیر، قبیصہ بن جابر، ابوالرقاد شویس، غنیم بن قیس، ان کے پوتے عتبہ بن ابراہیم، ہارون بن رئاب، ابراہیم بن ابوعبلہ اور حسن بصری۔ آخری تینوں کی ان سے ملاقات ثابت نہیں۔ جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا، اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے (المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۱۳۷۳۵۔ مستدرک حاکم، رقم ۵۱۴۱)۔ یہ مشہور حدیث دوسرے راویوں کے علاوہ حضرت عتبہ بن غزوان نے بھی روایت کی ہے۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ(ابن ہشام)،الطبقات الکبریٰ(ابن سعد)،تاریخ الامم و الملوک (طبری)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبد البر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ(ابن اثیر)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال (مزی)، تاریخ الاسلام (ذہبی)، سیر اعلام النبلاء (ذہبی)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، Wikipedia۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com